72860 ـ طلاق کی نیت کے بغیر وثیقہ طلاق بنوانا

سوال

میرے والد نے میرے والد میری والدہ ـ کی موجودگی اور علم میں ـ وثیقہ طلاق بنوایا تا کہ فوج سے چھٹکارا حاصل ہو سکے، انہوں نے طلاق کے پیپر پر دستخط بھی کیے لیکن طلاق کے الفاظ خود نہیں لکھے، کیونکہ تحریر سے قبل دونوں نے نکاح رجسٹرار کو سمجھایا تھا کہ یہ طلاق کسی مصلحت کی خاطر صرف کاغذ پر ہی ہے اور شرعی طور پر طلاق نہیں.

1 ـ میرے والد صاحب کے اس فعل کا حکم کیا ہے ؟

2 ـ کیا یہ طلاق شمار ہو گی یا نہیں، یہ علم میں رہے کہ والد صاحب نے میری والدہ کو پہلے بھی دو طلاقیں دے رکھی تھیں، اور اب ـ سوال والی ـ تیسری بار ہے، اور یہ واقعہ طہر میں ہوا جس میں والد نے جماع نہیں کیا تھا، بلکہ طلاق کا وثیقہ بنوانے کے کچھ عرصہ بعد جماع کیا تھا.

یہ بتائیں کہ والد صاحب پر کیا لازم آتا ہے تا کہ وہ حقوق سے بری الذمہ ہو سکیں ؟

اور اگر طلاق واقع نہیں ہوئی تو والدہ کے وراثت میں حقوق کی ضمانت کیسے ہو گی، کیونکہ قانونی طور پر تو والدہ طلاق یافتہ ہیں، یہ علم میں رہے کہ والدہ ہمارے ساتھ گھر میں ہی رہتی ہیں، اور والد صاحب اسے خرچ اور دوسرے لوازمات ادا کرتے ہیں.

والد صاحب نے دوسری شادی بھی کر رکھی ہے اور وہ اس دوسری بیوی کے ساتھ دوسرے گھر میں رہتے ہیں، اکثر ہماری دیکھ بھال کے لیے ہمارے گھر آتے رہتے ہیں، وہ بری الذمہ ہونے کے لیے اس سلسلہ میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتے ہیں، کیا اسی مجلس طلاق میں بغیر رجوع کے وثیقہ کے رجوع کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب کوئی شخص اپنے ہاتھ سے طلاق کے صریح الفاظ لکھے تو جمہور علماء کرام کے ہاں طلاق اسی صورت میں ہو گی جب وہ طلاق کی نیت کریگا، کیونکہ کتابت میں احتمال ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طلاق کے الفاظ کے بغیر صرف دو جگہوں پر طلاق واقع ہو گی ایک تو یہ کہ: جو شخص کلام کی استطاعت نہ رکھتا

ہو، مثلا گونگا جب اشارہ سے طلاق دے دے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام مالك، امام شافعی اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے، ان کے علاوہ ہم کسی کا اختلاف نہیں جانتے...

دوسری جگہ: جب طلاق کے الفاظ لکھے اگر تو اس نے طلاق کی نیت کی تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام شعبی اور نخعی، زہری، حکم، اور امام ابو حنیفہ، امام مالك کا یہی قول ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بیان کردہ ہے...

لیکن اگر وہ طلاق کی نیت کیے بغیر طلاق لکھتا تو بعض علماء کرام جن میں شعبی، نخعی اور زہری، حکم شامل ہیں کہتے ہیں کہ طلاق واقع ہو جائیگی.

اور دوسرا قول یہ ہے کہ نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہو گی، امام ابو حنیفہ، امام مالك کا یہی قول ہے، اور امام شافعی سے منصوص ہے؛ کیونکہ کتاب میں احتمال پایا جاتا ہے، کیونکہ اس سے قلم کا تجربہ بھی ہو سکتا ہے، اور یہ خوشخطی کے لیے بھی ہو سکتا ہے، اور بغیر نیت کے گھر والوں کے غم کے لیے بھی " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 373).

اس لیے کہ آپ کے والد نے طلاق کے الفاظ نہیں بولے، اور نہ ہی لکھے ہیں، بلکہ کسی دوسرے نے طلاق کے الفاظ لکھے اور آپ کے والد نے طلاق کی نیت کے بغیر اس پر دستخط کیے تو اس سے طلاق نہیں واقع ہوئی.

دوم:

آپ کے والد نے جو کام کیا ہے اس میں بہت ساری خرابیاں ظاہر ہیں جن میں وراثت کا مسئلہ بھی شامل ہے، کیونکہ اگر وراثت حکومت کی جانب سے تقسیم کی جاتی ہے تو اس حالت میں آپ کی والدہ اور والد میں وراثت تقسیم نہیں ہو سکتی، لیکن اگر حکومت کے ذریعہ تقسیم نہیں ہوتی تو اس خرابی کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے والد صاحب دو عادل گواہ بنائیں کہ ان کی ازدواجی زندگی مستقل طور پر صحیح چل رہی ہے، اور لوگوں میں اس کی شہرت بھی ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی ہیں، چنانچہ اگر ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اس کا وارث ہوگا.

اور خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر آپ کے والد کو اللہ آپ کی والدہ سے کوئی بچہ دے تو اس کا اندارج کرانا مشکل ہو گا، اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے جو کیا ہے اس میں جھوٹ اور جعل سازی بھی پائی جاتی ہے.

سوم:

جس طلاق کے متعلق دریافت کیا گیا ہے وہ واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس لیے رجوع کی ضرورت

ہی نہیں ہے.

واللہ اعلم .